ڈاکٹر عاصمہ رانی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونی ورسٹی، بہاول پور
ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونی ورسٹی، بہاول پور

طاہرہ اقبال کے افسانوں میں تانیثی شعور

Dr.Aasma Rani
Assistant Professor, Urdu Department, Govt Sadiq college Women University, Bahawalpur.
Dr.Aqsa Naseem Sindhu
Assistant Professor, Urdu Department, Govt Sadiq college Women University, Bahawalpur.

Feminist Consciousness in the Fictions of Tahira Iqbal

Inspired by feminism the writers not only included women's issues, their injustices, social oppression and unequal rights in their writings, but also their solutions and to create awareness among women an important subject in today's literature are woman. Writers have been instrumental in acknowledging the femininity of women and in acknowledging their existence and in exposing the reasons for their exploitation. Tahira Iqbal is an important and respected name among these writers, through her writings she has tried to guide the women to solving their own problems and creating their own identity. Tahira Iqbal's legendary struggle and her themes play an important role in making her a good feminist.

Key Words: *writers, fiction, Women's issues, Injustices, Unequal rights, Exploitation, Awareness, Feminist, consciousness.*

تانیثیت کے نظریات ویسے تو ادب میں انیسویں صدی میں اُبھر کر سامنے آنا شروع ہو گئے تھے۔ جن کا سروکار مختلف سطحوں پر خواتین کی تشخیص اور مسائل سے ہے۔ عورتوں کے مساوی حقوق کے لیے ہر دور میں آوازیں بلند کی گئیں جو کہ آہستہ آہستہ ایک تحریک کی صورت اختیار کر گئی، اس تحریک کو "فیمنزم" کا نام دیا گیا اور اس کے علمبرداروں کو Feminist کہا جاتا ہے۔ اُردو ادب میں اس کے لیے " تانیثیت " کا لفظ استعمال کیا جاتا

ہے۔ "تانیثیت" کا لفظ اپنے اندر بہت سے معنی اور اغراض و مقاصد رکھتا ہے۔ معاشرے میں خواتین کے حقوق کا تحفظ اور عملی طور پر اس کے اطلاق کا نظریہ تانیثیت کہلاتا ہے۔ جس کا بنیادی مقصد اس بات کا احساس پیدا کرنا ہے کہ خواتین کسی بھی معاشرے کا اہم جزو ہوتی ہیں اور کوئی معاشرہ اُس وقت تک مہذب نہیں ہوتا اور نہ ہی بن سکتا ہے جب تک کہ اس کا نسوانی طبقہ تعلیم و تربیت سے اور اپنے حقوق سے آشنا نہ ہو۔

اس نظریے کے ذریعے عورتوں کا معاشی استحصال ، جنسی جبر ، بے جوڑ شادی، زیادتی، غیر مساوی حقوق، سماجی ناہمواریوں اور قانونی عدم تحفظ وغیرہ جیسے موضوعات اور مسائل پر بات کی جاتی ہے۔ آج بھی معاشرے کے لوگ قدیم روایات کی پاسداری، فرسودہ علاقوں کی رسم و رواج، مختلف مذہب کے عقیدوں اور اقدار کی کھینچی ہوئی سرحدوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انہی مسائل میں اہم مسئلہ معاشرے میں عورتوں کے حقوق کی عدم فراہمی بھی ہے۔ اس موضوع پر بہت سے لوگوں نے لکھا اور یہی تمام موضوعات اور مسائل "طاہرہ اقبال" کے ہاں بھی ملتے ہیں۔

طاہرہ اقبال کی افسانہ نگاری کے حوالے سے محمد حمید شاہد رقمطراز ہیں۔

> "طاہرہ اقبال کی کہانیوں کو پڑھتے ہوئے مجھے یوں لگا ہے جیسے وہ بھی عورت کے بھیدوں کو جاننے، اسے سمجھنے اور اس کے بجھارت وجود کو بوجھنے کا صدق دل سے تہیہ کیے ہوئے ہیں۔"(۱)

طاہرہ اقبال کے افسانوی مجموعوں "سنگ بستہ"، "ریخت"، "زمین رنگ" اور "گنجی بار" کے افسانوں میں تانیثیت کی جھلکیاں کہیں پوری آب و تاب سے، کہیں بے باک انداز میں تو کہیں دھیمے اور دبے لہجے میں نظر آتی ہیں۔ "سنگ بستہ" میں شامل افسانے پڑھتے ہوئے قارئین دکھ اور غم کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ افسانہ "شب خون" میں ظالم جاگیردار باپ شہباز خان کی خوبصورت اور نوکر چاکر سے بھری حویلی میں خواتین سسک سسک کر مر جاتی ہیں۔ شہباز خان کی حویلی کی لڑکیاں اس کے ظلم و ستم اور اپنے بنیادی حقوق اور ازدواجی زندگی سے محروم رہتی ہیں اور اسی وجہ سے ذہنی الجھنوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ شہباز خان کی جوان بیٹی نادرہ حالات سے مجبور ہو کر اپنی جان لے لیتی ہے مگر جوان بیٹی کی موت کا شہباز خان پر کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ اس سارے معاملات میں بھی پُر سکون اور فخر محسوس کرتا ہے۔

''نادرہ سنگھار میز پر سر رکھے سو رہی تھی۔ گہری اور پُر سکون نیند، باچھوں اور نتھنوں سے خون بہتے بہتے رُک گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ میری بیٹی پر نہ روؤ، اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ کسی معمولی خاندان کی معمولی لڑکی نہ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے فخر ہے اس کی شہادت پر۔۔۔۔۔۔۔۔'' (۲)

جاگیر دارانہ نظام اور زمینداروں کے ہوس کا نشانہ بنتی مظلوم لڑکیاں جن کا آئے دن جنسی استحصال ہوتا ہے طاہرہ اقبال کے افسانوں کا مرکزی موضوع ہے۔ مظلوم لڑکیوں کو محض ہوس پرستی کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ فروخت کر دیا جاتا ہے۔ "ریخت"، "حسن کی دیوی"، "گندا کیڑا"، "چرواہا"، "امیر زادی"، "گلابوں والا ڈیرہ"، "کیس سہڑی"، "پردہ دار حویلی"، "پکھی" افسانے جاگیر دارانہ نظام کے پس منظر میں لکھے گئے ہیں۔ افسانہ "پکھی" میں جب "چنی" کا شوہر محض ۳ ہزار قرض کی وجہ سے اپنی بیوی کو اپنے سائیں "چنی" سے ناجائز تعلق رکھنے کے لیے کہتا ہے تو "پکھی" مزاحمت کرتی ہے مگر وہ ناکام ہو جاتی ہے۔

''تین ہزار کا قرضہ اور تین سالوں سے وٹا رہا ہے وہ اُک (عاجز) گئی ہوں میں میر اپنڈا کوئی پُرانے ٹین کا ڈبہ نہیں جسے تو کچرے سے اُٹھا لایا ہے۔۔۔۔۔ میں دیکھتا ہوں تو اپنے بندے کو کیسے ناں کرتی ہے، گدھی حرامز! تجھے پتہ ہے خاوند کو نہ کرنا کتنا گناہ ہے۔ اللہ سائیں کیسا ٹھک کر ناراض ہوتا ہے۔۔۔۔۔ چنی جی وہ کوٹھے میں۔'' (۳)

طاہرہ اقبال نے نہ صرف اپنے افسانوں میں عورتوں پر ہونے والے ظلم و ستم اور ناانصافیوں کو بیان کیا بلکہ اپنے افسانوں کے ان کرداروں میں شعور کی رُو بیدار کر کے ان میں انقلابی اور مزاحمتی رنگ بھی برپا کرنے کی کوشش کی ہے۔ افسانہ "پردہ دار حویلی" کی "ریشماں" جیسے جوانی کے مرحلے میں قدم رکھتی ہے ویسے ہی وہ جنسی ناآسودگی کا شکار ہو جاتی ہے مگر یہ جنسی استحصال اس کی اپنی مرضی سے ہوتا ہے کوئی اس کے ساتھ زور زبردستی نہیں کرتا ہے۔ "ریشماں" خود کو ڈھانپنے کی بجائے اپنے جسم کی نمائش کرنے کو زیادہ فوقیت دیتی ہے۔

''اچھو منیاری والے کی نکی بنیان جس میں وہ کس کس کر ساری کی ساری آپے سے باہر اُمڈ اتی کہ اسے واپس خود اپنے ہی بدن میں دھکیلنا جیسے اس کے اپنے بس میں نہ رہا ہو۔ تبھی تو نمبر دارنی اس کی کجی میں لسی ڈالتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگاتی۔'' (۴)

اسی طرح افسانہ "گندا کیڑا" کی "گوری" حویلی کے بڑے مالک اور اس کے تین بیٹوں کے ہاتھ کٹھ پتلی بنتی ہے۔سب مل کر اس کا ہر روز جنسی استحصال کرتے ہیں۔ایک روز "گوری" ان چاروں میں سے کسی کے بچے کی ماں بننے والی ہوتی ہے اور وہ جان بوجھ کر اپنا حمل ضائع نہیں کرنا چاہتی کیونکہ کہ وہ اپنے مالکوں کی طرف سے کی جانے والی زیادتیوں کا بدلہ لینا چاہتی ہے۔وہ اس بچے سے بھیک منگوا کر اپنے مالکوں کو نیچا دیکھانا چاہتی ہے۔اپنے اندھے شوہر کو اس بارے میں کہتی ہے۔

> ”تو جاننا چاہتا ہے کہ میں یہ گندا کیڑا کیوں رکھنا چاہتی ہوں تو سُن یہ تیرے لیے بھیک مانگ کر لائے گا۔یہ تیرے گدھے چرائے گا۔اس نے اپنے پھولے ہوئے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔یہ بھوک اور چیتھڑوں میں لپٹا لحظہ لحظہ مرے گا لیکن میں اسے مرنے نہیں دوں گی۔تب میں اس کے کشکول ہاتھ میں تھما کر حویلی کی طرف دھکا دوں گی اور کہوں گی۔ملک جی! جاؤ حویلی سے خیر پن کرلاؤ۔“ (۵)

طاہرہ اقبال کے افسانوں میں عورتوں کے مسائل کو خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے گاؤں میں رہنے والی عورتوں پر ہونے والے ظلم،زیادتی،چند پیسوں کے لیے اپنے ہی باپ،بھائی اور شوہر کے ہاتھوں مالکوں کو بیچ دیا جانا ان کے افسانوں کا بنیادی موضوع ہے۔

ڈاکٹر وزیر آغا طاہرہ اقبال کے بارے میں لکھتے ہیں:-

> ”طاہرہ اقبال کی خوبی یہ ہے کہ اس نے دیہات میں مستور جنگل کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے۔مختصراً یہ کہ طاہرہ اقبال نے گاؤں کو عمودی طور پر بھی دیکھا ہے اور اُفقی طور پر بھی۔“ (۶)

طاہرہ اقبال بے باک اور بہادر افسانہ نگار ہیں۔ان کے افسانوں کی کہانی بناوٹی نہیں بلکہ معاشرتی حقائق پر مبنی ہے۔آج بھی معاشرے میں بے جوڑ شادی جیسا فرسودہ رجحان زندہ ہے۔اسی فرسودہ روایت کو بھی طاہرہ اقبال نے اپنے افسانوں میں بیان کیا ہے۔یہ رواج دیہی علاقوں میں ہی نہیں بلکہ شہروں میں بھی رائج ہے۔اس بے جوڑ شادیوں کی وجہ غربت،جہیز کا عام ہونا اور بیٹیوں کو تعلیم کی بجائے گھریلو ذمہ داریوں تک محدود رکھنے کی سوچ ہے۔ایسا بہت کم ہی دیکھنے میں آیا ہے کہ مرد نے بڑی عمر کی لڑکی سے شادی کی ہو عام طور پر ان اذیت ناک مرحلے سے ایک عورت کو ہی گزرنا پڑتا ہے۔طاہرہ اقبال کے ہاں بھی ہمیں بہت سے افسانے ایسے ملتے ہیں جن میں بے

جوڑ شادی کے دل خراش واقعات اور الم ناک نتائج کو بیان کیا گیا ہے۔ جن کو نہ صرف میاں بیوی بلکہ پورا خاندان بُھگتتا ہے۔ بے جوڑ شادی کے حوالے سے انکے افسانے "تپسیا"، "اسیر ان ذات" ، "خواب"، "خراج"، "پٹھانی"، "جوڑاگھوڑا"، "لڑکیاں"، "عزت"، "زلیخا"، "روشندان" ، "ایک عجب چال چل گیا وہ شخص" شامل ہیں۔

پروفیسر فتح محمد ملک طاہرہ اقبال کی تحریری جہت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

> "طاہرہ اقبال واقعتاً ایک خلاق افسانہ نگار ہیں۔اُردو فکشن کا شاندار مستقبل جن چند افسانہ نگاروں کے فنی اور فکری کمالات پر منحصر ہے اُن میں طاہرہ اقبال سر فہرست ہیں۔ مبدائے فیاض سے انہیں بے پناہ تخلیقی صلاحیتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ طاہرہ اقبال نے خالق اکبر کی اس عطا کا شکرانہ یوں ادا کیا ہے کہ تہ در تہ حقائق تک رسائی کو ایک نظر میں اپنے شعور کی گرفت میں لے لینے کی خدا داد صلاحیت کو چمکانے کے لیے انتھک محنت سے کام لیا ہے۔اُن کی نگاہ باریک بیں ہے مشاہدہ تیز ہے اور مطالعہ گہرا ہے۔" (۷)

طاہر اقبال نے عورتوں کے ساتھ ہونے والی زیادتی بے جوڑ شادی پر بھی لکھا ہے۔ بے جوڑ شادی عورتوں کے ساتھ ہونے والی ایسی نا انصافی ہے جو عورت کی پوری زندگی برباد کر دیتی ہے۔ طاہرہ اقبال نے اپنے افسانوں میں بے جوڑ شادی کے المناک واقعات اور نتائج کو بیان کرکے اس فرسودہ رسوم سے لوگوں کو آزادی دلانے کی کوشش کی ہے کہ اس رجحان کو ختم کیا جائے اس کی وجہ سے ہر سال بہت سی لڑکیوں اور بچیوں کی زندگیاں برباد ہو رہی ہیں۔ افسانہ "تپسیا" کا موضوع بے جوڑ شادی ہے۔ صرف غیرت اور بیوہ عورت کی عزت کے تحفظ کے نام پر نو بچوں کی بیوہ ماں "زینب" کی شادی "سانول" کے ساتھ کر دی جاتی ہے۔ سانول اور اس کی ماں "مائی جنت" زینب کو پسند نہیں کرتے ایک مجبوری کے تحت ان کی شادی کروائی جاتی ہے اس وجہ سے اُن کے گھر کا سکون برباد ہو چکا ہے زینب کو آئے دن لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس حوالے سے اقتباس دیکھیے:

> "سانول نے کندھے سے کسَی اُٹھا کر پرے پھینکی زینب بھی اب تک کھڑی ہو چکی تھی۔ چہرے پر مظلومیت طاری کرتے ہوئے اس ناروا سلوک پر لب واہی کرنا چاہتی

تھی لیکن سانول نے اس کا موقع ہی نہ دیا۔ اسے بالوں سے گھسیٹا اور گھونسوں اور لاتوں کی بارش شروع کر دی۔ "(۸)

طاہرہ اقبال نے اپنے افسانوں کے ذریعے اس پہلو کو بھی نمایاں کیا ہے کہ بے جوڑ شادی میں صرف عمر ہی شمار نہیں آتی بلکہ شکل و صورت اور شخصیت بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ "اک عجب چال چل گیا وہ شخص" کی "سارہ" بھی اس قسم کے مسئلے سے سدو چار ہے اس کی شادی ایک بد صورت انسان مظہر سے ہو جاتی ہے وہ اس گھٹن زدہ ماحول سے چھٹکارہ پانا چاہتی ہے لیکن ایسا کرنا اس کے لیے ناممکن ہے۔

"مظہر تو اس انتظار میں رہا کرتے کہ وہ اسے کہیں ساتھ چلنے کو کہے۔ اس کے ساتھ چلتے ہوئے وہ جان بوجھ کر پیچھے رہ جاتی کہ کوئی اسے اس کے ساتھ نہ سمجھے۔ کسی سے تعارف کرواتے ہوئے شرماتی کہ یہ بھوت سا شخص اس کا شوہر ہے۔ "(۹)

افسانہ "زلیخا" بھی بے جوڑ شادی جیسے موضوعات پر مبنی ہے زلیخا کی شادی ایک بڑی عمر کے آدمی سے ہو جاتی ہے اور ان کے تین بچے بھی ہیں لیکن "زلیخا" اپنی شادی سے خوش نہیں ہے وہ ایک خوش گوار اور بھرپور زندگی گزارنا چاہتی ہے وہ ذہنی طور پر اپنے خاوند سے خوش نہیں ہے وہ جب بھی کم عمر نوجوان جوڑوں کو ایک ساتھ اچھی زندگی گزارتے ہوئے دیکھتی ہے تو نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاتی ہے ہے زلیخا ایک خوشگوار زندگی گزارنے کی خواہش مند ہے لیکن ایسا کرنے سے ذہنی طور پر قاصر ہے۔

"چھی۔ چھی۔ چھی۔ مسز سجان ایک نوجوان کو تاکتی ہے زلیخا سجان جو مرسڈیز میں سوار ہو کر آتی ہے جس کے تین بچے آٹھ ایکڑ کے محل کے سوئمنگ پول میں نہاتے ہیں اور ٹینس کورٹ میں کھیلتے ہیں جو ہر سال شیخ سجان کے ہمراہ چھٹیاں گزارنے فارن جاتی ہے۔ وہی مسز سجان ٹینس کے ایک خوبصورت کھلاڑی کو تاکتی ہے جو اس سے عمر میں چھوٹا ہے۔ وہ خود بھی تو شیخ سجان سے بارہ برس چھوٹی ہے۔ بارہ برس کا معمولی سا فرق کبھی کسی نگاہ میں اٹکا بھی نہیں اور آٹھ برس کی وسیع خلیج پاٹنا کسی نگاہ کی جست میں ممکن ہی نہیں۔ "(۱۰)

بے جوڑ شادی کی ایک اور دردناک تصویر ہمیں طاہرہ اقبال کے افسانے "روشندان" میں نظر آتی ہے اس افسانے کو پڑھ کر ہر حساس قاری کا دل پھٹنے کو آجاتا ہے کہ بے گناہ کم عمر لڑکی کو خون کا جھگڑا مٹانے قتل کے جرم

میں ملوث بھائی کی جان بخشوانے کے بدلے میں باپ کی عمر کے مرد سے شادی کروادی جاتی ہے۔ آج کے دور میں بھی بہنیں بھائیوں کی زندگیوں پر قربان کی جاتی ہیں اور اس فرسودہ رسم کو کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہیں ہے۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ بھری پنچائیت میں لڑکیوں کی نیلامی ایسے کی جاتی جیسے کسی سازوسامان سے بھی کم تر ہوں۔ صغریٰ کے ساتھ ہونے والا جنسی استحصال پر لوگوں کو اس سے ہمدردی کے بجائے نفرت تھی اور پنچایت بیٹھی یہ فیصلہ کر رہی تھی صغریٰ کی شادی کسی بوڑھے آدمی سے کر دی جائے کیونکہ اب عزت لوٹنے کے بعد وہ کسی اچھے ہمسفر کی مستحق نہیں۔

اقتباس دیکھیے:۔

> ’’مجمع چھٹتے چھٹتے پھر اکٹھا ہو گیا۔ مردوں کے بیچ جھگڑا ابھی جاری تھا کہ صغریٰ کی ماں اپنی چھوٹی بیٹی زرینہ کو لال دوپٹہ اوڑھا پنچاتیت میں لے آئی۔ پنچاتیت پھر سج گئی۔ فیصلے کی سانگل مردوں کے ہاتھ سے نکل کر عورتوں کی بکل میں چلی گئی تھی۔ گاؤں کے بزرگ اپنی کامیابی پر خوش تھے کہ گاؤں کی پیاسی مٹی خون کی سیرابی سے بچ گئی اور صغریٰ کا فتنہ بھی ٹھکانے لگا۔ زرینہ کے ساتھ تھوڑی زیادتی ضرور ہوئی لیکن خون کا جھگڑا مٹانے کو اگر اس کی کم عمری کام آ گئی تو کیا بُرا۔‘‘ (۱۱)

عورت کی اپنی کوئی پہچان، کوئی مقام، کوئی عزت نہیں ہے۔ کبھی بہن، بیٹی کو باپ، بھائی کی جان بخشوانی کی خاطر بلی کا بکرا بنادیا جاتا ہے۔ تو کبھی اس سے جائیداد کی تقسیم کے ڈر سے شادی جیسے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ طاہرہ اقبال نے عورتوں کے ساتھ برتے جانے والے ناروا سلوک اور معاشرتی ناانصافیوں جیسے مسائل کو اپنے افسانوں میں اُجاگر کیا۔ عورت کے جذبات کے ساتھ کھیلنا انہیں شادی کے سنہری خواب دیکھا کر ان سے پیسے ہتھیانا، انہیں پیسے کی مشین سمجھنا اور وقت آنے پر پیچھے ہٹ جانا بھی قانونی طور پر تانیثی نقطہ نظر سے ایک جرم ہے۔ طاہرہ اقبال نے عورت کے ساتھ اس قسم کی ہونے والی ذیاتیوں اور ناانصافیوں کی نشاندہی اپنے افسانے "ٹرانسپلانٹیشن" میں کی ہے کہ کس طرح "فرحت" کا محبوب اُسے شادی کے سنہرے خواب دیکھا کر پیسے بٹورتا ہے اور فرحت اس کے پیار میں اندھی ہو کر اس پر اپنا پیسہ اور عمر دونوں برباد کرتی رہتی ہے بالآخر جب "واحد" کے گھر والوں نے اس کا رشتہ طے کر دیا تو اس نے بہت ہی سلیقے سے فرحت سے اپنا دامن چھڑا لیا۔

”سوری فرحت! شاید وقتی طور پر دکھ بھی ہوا ہو لیکن تم خود مجھ سے بہتر سمجھتی ہو کہ ہمارے درمیان تو اک روحانی تعلق ہے جو کسی مقدس محبوب سے ہوتا ہے کسی مخلص دوست یا سہیلی جیسی ماں سے ہوتا ہے بھلا ہمارے درمیان میاں بیوی کا رشتہ ۔۔۔۔۔اف۔۔۔۔توبہ جب کہ اتنے برسوں میں اک دوجے کو چھونے کی خواہش تک ہمارے اندر کبھی نہ اُبھری۔“ (۱۲)

افسانہ "مِس فٹ" کی "عذرا" جنسی ناآسودگی کا شکار ہے وہ اپنے شوہر افضل کے آسٹریلیا چلے جانے اور وہاں جا کر دوسری شادی کر لینے کی وجہ سے عذا نفسیاتی اور جنسی الجھنوں کا شکار ہو جاتی ہے اور انہی الجھنوں کے حل کے لیے وہ انور سنار سے مراسم بڑھا لیتی ہے۔

”جس روز انور سنار نے مخمل کی ڈبیہ سے نکال کر روبی کی جڑاؤ انگوٹھی اس کی مخروطی انگلی میں پہنائی اسی روز اسے آواگون کے نظریے کی سمجھ آئی۔یعنی نیا جنم، جب زندگی کی ہیئت اور معنویت بدل جائے۔“ (۱۳)

افسانہ "ناگفتی" بھی اسی موضوع سے متعلق ہے اس افسانے میں بھی عورت کے جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔ افسانے میں عورت خود کو روز اس آس پر سجاتی ہے کہ آج تو اس کا شوہر اس کو نظر بھر کر دیکھئے گا لیکن اس کا شوہر نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہونے کی وجہ سے اسے جسمانی سکون دینے سے قاصر ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے خاوند سے یوں مخاطب ہوتی ہے۔

”جب کھانے کو وافر ہوتا ہے تو کھانے کی طلب نہیں ہوتی اور جب کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تو پھر انسان اسی کھانے کے لیے مرتا ہے۔ تمہارا خالی دستر خوان میری اشتہا بڑھا رہاہے۔“ (۱۴)

افسانہ "بوڑھی گنگا" میں بے شمار عورتوں کے جنسی استحصال کو بیان کیا گیا ہے جن کی کہانیاں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ سب محبت کے نام پر مرد کی ہوس کا شکار ہو جاتی ہیں مرد اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد ان سے دامن چھڑاتے اور مکرتے ہیں جیسے کبھی ان کو دیکھا ہے نہ ہو اس افسانے میں طاہرہ نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ عورت چاہتی تو مرد سے عزت اور جائز رشتہ ہے لیکن مرد اپنی بے وفائی سے عورت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے ہیں مرد ذات پر آنکھیں بند کر کے اس پر اعتماد کرنا عورت کی سب سے بڑی بے وقوفی ہوتی ہے۔ افسانہ

"بوڑھی گنگا" کی کہانی بھی اسی موضوع کے متعلق ہے اس کہانی میں موجود سب عورتوں کی داستانیں ایک سی ہیں۔ جن کے ازدواجی تعلقات اچھے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ عورتوں نے مردوں کو چھوڑ دیا ہے تو کچھ مردوں نے عورتوں کو اب یہ عورتیں عزت اور بھوک کے مارے لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہیں اور چند روپیوں کے عوض اپنی اور غیر مردوں کی جنسی پیاس بجھاتی ہیں۔ اگر مرد عورت کا سچا محافظ بن جائے تو عورت کو ایسے برے حالات کا سامنا نہ کرنا پڑے لیکن جب مرد ہی عورت کا فائدہ اٹھائیں تو اس کا پیٹ پالنے کے لیے غلط راستہ عورت کو مجبوراً اختیار کرنا پڑتا ہے۔ افسانہ بوڑھی گنگا بھی بہت ساری عورتوں کی ایسی ہی کہانی ہے جو مرد کی بے وفائی کے بعد اپنے ٹوٹے پھوٹے وجود کو سمیٹتے ہوئے اگر آگے بڑھتی ہیں تو بھی روند دی جاتی ہیں اور اگر پیچھے بیٹھی رہتی ہیں تو تو بھی مرتی ہیں۔

> "دولی کی ملاقات ہر چار چھ مہینے بعد اس سبھی عورتوں سے اسی اسیمٹر میں ہو جاتی تھی سب کی رام لیلا ایک، دو، تین شوہر چھوڑ چکے ہیں اگلے کی تلاش ہے تو کوئی ایک یہ تلاش اب چھوڑ چکی ہیں۔" (۱۵)

طاہرہ اقبال کی تحریریں ان کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ انہوں نے اپنے افسانوں میں عورتوں کے درد و غم اور ناانصافیوں کی سچی تصویر کشی کی ہے۔ ان کے ہر ہر افسانے میں عورتوں کی بے بسی اور زبوحالی حقیقت کے عین مطابق عروج پر نظر آتی ہے۔ طاہرہ اقبال نے اپنے افسانوں سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ان کی تحریریں اصل زندگی کا آئینہ دار ہیں۔ ان کے افسانے میں کوئی ڈرامائی ماحول نہیں ملتا بلکہ ان کے افسانے خالصتاً حقیقی واقعات پر مبنی ہیں۔ انہوں نے جو کچھ دیکھا محسوس کیا اُسے اپنی تحریروں کا حصہ بنایا۔ طاہرہ اقبال کے افسانوں کا بنیادی کردار اور موضوع عورت ہی رہی ہے انہوں نے جس انداز میں عورت کے شب و روز حال ،احوال کی سچی عکاسی کی ہے وہ قابل تحسین ہے۔

حوالہ جات

۱. حمید شاہد، "سنگ بستہ کے افسانے"، مشمولہ: ماہنامہ چہار سو، جلد ۲۵، شمارہ مئی جون، (راولپنڈی)، ۲۰۱۶ء

۲. طاہرہ اقبال، "سنگ بستہ"، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء)، ص ۲۹، ۲۸

۳. طاہرہ اقبال، "گنجی بار"، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص ۱۹۳، ۲۰۰

۴. طاہرہ اقبال،"زمین رنگ"،(اسلام آبا: دوست پبلی کیشنز،۲۰۰۸ء)،ص۱۰۷

۵. طاہرہ اقبال،"ریخت"،(اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز،۲۰۱۰ء)،ص۴۱

۶. افتخار امام صدیقی،"طاہرہ اقبال کہانی پسند لکھوریوں کے نرغے میں"، ماہنامہ شاعر۔کل آج اور کل، فروری،(بمبئی)،۲۰۱۰ء،ص۲۲

۷. ایضاً

۸. طاہرہ اقبال،"تپسیا"، مشمولہ: سنگ بستہ،ص۴۸

۹. طاہرہ اقبال،"ایک عجب چال چل گیاوہ شخص، مشمولہ: ریخت،ص۱۸۵

۱۰. طاہرہ اقبال،"زلیخا"، مشمولہ: گنجی بار،ص۸۶

۱۱. طاہرہ اقبال،"روشندان"، مشمولہ: زمین رنگ،ص۱۸۵

۱۲. طاہرہ اقبال،"ٹرانسپلانٹیشن"، مشمولہ: گنی بار،ص۲۳۶

۱۳. طاہرہ اقبال،"ریخت"، مشمولہ: ریخت،ص۵۶

۱۴. ایضاً،ص۱۱۲

۱۵. طاہرہ اقبال،"بوڑھی گنگا"، مشمولہ: زمین رنگ،ص۳۶